دعوت وعزیمت کے علمبردار

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

صدیاں گذر گئیں عشاق کے ذکر میں آج یہ تاثیر ہے، تو ان کی پاک صحبتوں اور صحبتوں کی گہرائیوں اور دلربائیوں کا کیا حال ہوگا۔؟ (مولانا آزادؒ)

آج کی محفل میں انہی عشاق میں سے ایک ایسے مرد حق شناس، بلند ہمت اور صاحب عزیمت کا ذکر کرنے کے لئے قلم اٹھایا گیا ہے جسکی قبر انور پر کھڑے ہو کر اقبال مرحوم نے یوں خراج عقیدت پیش کیا۔

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر — وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے — اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جسکی جہانگیر کے آگے — جسکے نفس گرم سے ہے گرمیٔ احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان — اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار (بال جبریل)

اور جس کی عظمتوں اور رفعتوں کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر آرنلڈ اپنی کتاب "پریچنگ آف اسلام" میں رقمطراز ہے کہ:

"شہنشاہ جہانگیر (۱۶۰۵ء تا ۱۶۲۸ء) کے عہد میں ایک سنی عالم شیخ احمد مجدد نامی تھے جو بدعتی عقائد کی تردید میں خاص طور پر مشہور تھے "بدعتیوں" کو اس وقت دربار میں رسوخ حاصل تھا۔ ان لوگوں نے کسی بہانے انہیں قید کرا دیا دو برس وہ قید میں رہے۔ اس مدت میں انہوں نے اپنے رفقاء زندان میں سے سینکڑوں بت پرستوں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنا لیا"۔ ؎

اللہ اللہ کتنی صحیح اور درست شہادت ہے۔ مقام مجدد پر اعداء کی طرف سے ع

والفضل ما شهدت به الاعداء

؎ ص ۲۱۳ طبع ثالث

اس سے آگے بڑھیں انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس میں ہے کہ :

"ہندوستان میں سترہویں صدی میں ایک عالم جن کا نام شیخ احمد مجدد تھا، جو ناحق قید کر دئے گئے تھے ان کے متعلق روایت ہے کہ انہوں نے اپنے قید خانے کے ساتھیوں میں سے کئی سو بت پرستوں کو مسلمان بنالیا"۔

یہ تذکرہ ہے اس صاحب عزیمت کا جس سے سازشی عناصر کے بہکانے پر شہنشاہ جہانگیر سر دربار سجدہ کی توقع کئے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ "ایوان صدارت" میں داخل ہو کر بلا خوف وخطر نہایت ہی پر اعتماد اور پر وقار لہجہ میں مغل بادشاہ کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔

"بجز خلاقِ جہاںؒ کے کسی اور کو سجدہ روا نہیں، اور اے جہانگیر کیا یہ ایک کھلی ہوئی سفاہت نہیں کہ میں اپنے ہی جیسے ایک مجبور و بے بس انسان کے آگے جھکوں"

اور جہانگیر ان کا منہ تکتا رہ گیا، اسے سمجھ نہیں آتی تھی کہ اس گدڑی پوش فقیر کا کیا کرے؟ آخر وہ جھنجھلا کر سزائے موت کا حکم صادر کرتا۔ لیکن جیسا کہ اس حکم پر اسے کسی غیبی طاقت نے جھنجھوڑا وہ فوری طور پر اسے منسوخ کر کے سزائے قید کا اعلان کرتا ہے۔ اور حضرت شیخ کو اجین کے قلعہ گوالیار میں نظر بند کر دیا جاتا ہے۔ جہاں سینکڑوں اخلاقی قیدی موجود ہیں۔ اس سزائے قیدی اور جرم گوئی کے مجرم کے پہنچنے سے کیا نتائج برآمد ہوتے ہیں، وہی جنکا ذکر ابھی آپ نے سطور بالا میں پڑھا ہے۔

میرا جی چاہتا ہے کہ رئیس المجددین کی مبارک زندگی پر ذرا تفصیلی روشنی ڈالوں، کیا عجب کہ اس قلندر و مرد دانا کے توسط سے داور محشر کی عدالت میں روسیاہی سے بچ جاؤں۔ میرے یہ جملے بلاوجہ نہیں حضرت مجددؒ اپنے رسالہ مبدا و معاد میں "تحدیث نعمت کے تحت ارقام فرماتے ہیں کہ ایک روز حلقہ احباب میں بیٹھا تھا کہ اپنی خرابیاں اس حد تک سامنے آنے لگیں کہ فقر و درویشی سے ذرا مناسبت معلوم نہ ہوتی تھی۔ اسی اثنا میں حدیث نبوی من تواضع اللّٰہ رفعہ اللّٰہ کے موافق اس دور افتادہ کو خاک ذلت سے اٹھایا گیا اور یکبارگی دل میں یہ آواز سنائی دی غفرت لک ولمن توسل بک الیّ بواسطۃ او بغیر واسطۃ الی یوم القیامۃ۔ اس مضمون کو بار بار فرما کر مجھے نوازا اور اس حد تک کہ شک وشبہ کی قطعاً گنجائش نہ رہی اور اس کے بعد اس الہام کے ظاہر کرنے پر مجھے مامور کیا۔

اگر بادشاہ بر در پیر زن ۔۔۔ بیاید تو اے خواجہ سلت مکن

لہ ج، ص۴۲

شانِ مجددیت | حقیقت تو یہ ہے کہ بقول حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی مہتمم دارالعلوم دیوبند آپ کا مجدد الف ثانی ہونا ہی عظمت و رفعت کی ایسی دلیل ہے کہ لا مزید علیہ، جی چاہتا ہے کہ قاری صاحب موصوف کے ارشادات نقل کرکے مقام مجددیت والف ثانی کو واضح کر دیا جائے! پڑھئے اور سر دھنئے:

"حضرت مجدد صاحب کی تاریخی حیثیت سے کتنی ہی طویل وعریض سوانح لکھ لی جائے۔ لیکن ساری سوانح حیات کی وہ روح جس سے ان کی ذات گرامی دنیا میں آفتاب بن کر چمکی اور آج بھی اپنے اندر وہی جذب مقناطیسی کا اثر رکھتی ہے۔ صرف ایک ہی صفت جمیلہ ہے جو ان کے اس لقب "مجدد" سے نمایاں ہے۔ کسی ذات کا مجدد مان لینا اس کے غیر معمولی کمالات علمیہ وعملیہ کا اقرار کرلینا ہے۔ کیونکہ تجدید دین کا منصب اصلی تو انبیاء علیہم السلام کا ہے۔ اور پھر اس میدان کے مرد وہ ہیں جو نبوت کے ترکہ کے وارث بن کر اس سے کوئی غیر معمولی حصہ پائیں۔ پس جس طرح کسی ذات کو نبی مان لینے سے اس کیلئے تمام بشری کمالات کا اقرار خود بخود لازم ہوجاتا ہے۔ اسی طرح کسی کو مجدد تسلیم کرلئے جانے سے اس میں وراثت نبوت کے غیر معمولی حظوظ کا اعتراف بھی خود بخود ہی لازم ہوجاتا ہے ــــ منصب نبوت سے عہدہ مجددیت کی اس نسبت ہی کا یہ اثر ہے کہ جسطرح انبیاء علیہم السلام کو یہ منصب جلیل کسی اپنی شخصی جدوجہد یا کسی اجتماعی یا جماعتی تجویز سے نہیں ملتا۔ اسی طرح مجددوں کو بھی عہدہ تجدید نہ ان کی اپنی ذاتی جانفشانی ومحنت سے ہاتھ لگتا ہے نہ کسی جماعت کے من سمجھوتہ سے، بلکہ یہ محض من اللہ ایک موہبۂ عظمیٰ ہوتی ہے جس کے لئے غیبی انتخاب سے افراد چن لئے جاتے ہیں اور مخلوق کے دلوں میں ان کی مقبولیت خود بخود قائم کردی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جسطرح قرآن کریم نے انبیاء کرام کیلئے بعثت من اللہ کا لفظ اختیار کیا ہے، جیسے: هو الذي بعث في الاميين رسولا منهم۔ یا جیسے حتی نبعث رسولا۔ یا جیسے بعثنا اليهم رسلا۔ وغیرہ ٹھیک اسی طرح حدیث نبوی نے مجددوں کیلئے بھی یہی "بعثت من اللہ" کا کلمہ اختیار کیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے۔ ان الله يبعث لهذه الامة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها۔ (مشکوٰۃ) اور جیسے قرآن نے نبی کا انتخاب من اللہ بتلایا ہے: الله اعلم حيث يجعل رسالته۔ ایسے ہی اس حدیث میں مجدد کی نسبت بھی ان اللہ یبعث فرمایا گیا ہے جس سے واضح ہوجاتا ہے کہ ان دونوں منصبوں کا انتخاب من جانب اللہ ہی ہوتا ہے۔ فرق اگر ہے

تو یہ کہ نبوت اصل ہے۔ اور تجدید اس کا ظل ہے۔ وہاں الہام قطعی ہے۔ جسکو وحی کہتے ہیں۔ یہاں ظنی ہے۔ اس کا منکر خارج از اسلام ہے اس کا منکر خارج از صلاح وتقویٰ ہے۔ بہرصورت مجددیت نبوت کا ایک نہایت ہی روشن اور درخشاں پرتو ہے۔ اس لئے مجدد علم وعمل کے لحاظ سے نبی کا سایہ اور اخلاق وملکات کے لحاظ سے نبی کا نمونہ ہوتا ہے۔ پس مجدد کہہ لینے کے بعد کسی اور منقبت کا درجہ ہی نہیں رہتا کہ اس کے ذریعہ مجدّد کی تعریف کی جائے اور اگر کی جائے گی تو وہ اسی وصف تجدید کی تفصیل ہوگی جسکا متن لفظ مجدّد ہوگا پس اگر حضرت مجدّد صاحبؒ مسلّمہ مجدد ہیں اور ضرور ہیں، تو ان کی ہمہ منقبت یہی ہے کہ وہ "مجدد" ہیں اور الف ثانی کے مجدد ہیں"۔

آگے چلیں اور الف ثانی کے متعلق سنئیں یہاں بھی مضمون قاری صاحب کا ہے لیکن ہم نے بخوفِ طوالت تلخیص کر دی ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں:

"الف ثانی (دوسرا ہزارہ) کا آغاز امت کے حق میں تمام اگلے پچھلے فتنوں کا فتح باب تھا۔ کیونکہ امت کی خیریت ختم ہو جانے سے متعلق حضور ختمی مرتبت فداہ روحی وجسدی کے دو ارشاد ہیں یعنی پانچسو سال اور ہزار سال! جیساکہ دونوں روایات احادیث میں موجود ہیں ــــ اور ارباب نظر سے مخفی نہیں کہ پانچ صدیاں گذر جانے پر فتنہ تاتار نے جو تہلکہ مچایا اس سے نہ صرف خیریت امت بلکہ جہاں سے مسلمانوں کا اور ان کی شوکت وقوت کا استیصال ہو چکا تھا۔ لیکن حافظ حقیقی نے بالآخر انہی تاتاریوں کے دلوں کو مائل بہ اسلام کیا اور وہ قبول اسلام پر مجبور ہو گئے اور اسی پہ بس نہیں بلکہ خلافت عثمانیہ کا سنگ بنیاد رکھ کر اسلام کی وکالت شروع کر دی ؎ ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے ــــ اور حقیقت میں یہ قصر خلافت نہیں بلکہ قصر امت کا سنگ بنیاد تھا۔ پس قلب نبوی پر یہ فتنہ منکشف ہوا تو آپ نے امت کی عمر پانسو سال ارشاد فرمائی چھٹی صدی سے گویا امت کی تعمیر نو شروع ہوئی اور اس کے علوم وکمالات کی اشاعت کا ایک بہترین دور شروع ہوا لیکن پھر دس صدیوں کے اختتام تک جو حالت ہوتی اور جسطرح ملی قدریں پائمال ہوئیں مسلمان زبوں حالی کا شکار ہوا تخریبی قوتوں نے جس عیاری ومکاری سے ملتِ اسلامیہ کی جدید بنیادوں میں تزلزل پیدا کیا اور بالخصوص ہندوستان میں بابر سے لیکر اکبر تک مخصوص حالات کے پیش نظر جس انتہائی ناگفتہ بہ اور ملت کش تحریک نے جنم لیا اسکی تفصیلات سے کلیجہ منہ کو آتا ہے اور طوالت کا بھی خطرہ ہے اس لئے قارئین کو اشارات سے واقف کراتا ہوا اسطرف توجہ دلاتا ہوں کہ دس

صدیوں تک کی انتشار کی حالت کو دیکھ کر آپ خود اندازہ فرمالیں کہ اس وقت جو مجدد ہوگا اسکی روحانیت کس قدر بلند پایہ اور اس کا طرز تعلیم کس درجہ مؤثر اور ہمہ گیر ہوگا جو ان فتن میں امت کے ایمانوں کی نگہبانی کرے۔ اور ان ظاہری و باطنی آفات کے تھپیڑوں میں کشتی اسلام کو کھیتا ہوا کنارے آلگائے۔ وہی الف ثانی کے مجدد حضرت امام ربانی ہیں جن کے علوم و معارف نے دنیائے کفر و ضلال میں تہلکہ مچادیا۔ تعلیمات شیخ کے سارے گوشے نہ سہی صرف مکتوبات امام کو بیک نظر ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ اللہ علوم ظاہری و باطنی کا ایک اتھاہ سمندر ہے جسکی گہرائیوں کا علم نہیں جن میں حقائق شرعیہ و اسرار فقہیہ کا عدیم المثال ذخیرہ موجود ہے۔ خوارق و کرامات کا سمندر امڈ رہا ہے۔ پھر چونکہ اس دور کا سب سے گہرا مرض ابتداع و بدعت پسندی تھا جو پوری عمارت دین کو منہدم کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے نباض سرہند اور حکیم اسلام نے جتنی اس پر توجہ دی شاید کسی دوسرے مسئلہ پر دی ہو۔ الغرض حضرت امام کے بے انتہا مناقب میں صرف یہ دو جملے کافی ہیں ایک یہ کہ وہ مجدد ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ الف ثانی کے مجدد ہیں۔ جو بتشریح حدیث نبوی ظہور فتن کے لحاظ سے خطرناک صدی تھی اور جسکا تقاضہ تھا کہ ایسے خطرناک دور میں کوئی معمولی نہیں بلکہ رئیس المجددین بھیجا جاتے جو ان عظیم مہالک وفتن کی مدافعت کرسکے۔"

آئندہ سطور میں آپ حضرت امام کی زبردست مجددانہ سرگرمیوں کا جائزہ لیں اور انصاف سے کہیں کہ جس دور کے متعلق بنص حدیث شرور و آفات کی برسات کی خبر دی گئی ہے۔ اس صدی کے مجدد نے کس عزیمت و ہمت سے کام لیکر علمی برکتوں اور عملی ہمتوں کی لگاتار جھڑی لگاکر کسطرح گندگی اور کیچڑ کو دھوکر اجساد امت کو صاف کیا اور عرب و عجم میں کسطرح اپنی برکات کی تازگی پھیلادی۔

ع خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

حیرت ہے کہ اس صدی کے خود ساختہ مجددین جو ایسے اولوالعزم ارباب ہمت وصدق پر کیچڑ اچھالتے ہیں اور بڑی ڈھٹائی سے کہتے ہیں کہ امام ربانی نے امت کے روگ کو پوری طرح سمجھا نہ علاج کیا، بلکہ جس غذا سے پرہیز کرانے کی ضرورت تھی وہی پھر کھلادی ۔۔ آہ! اس ستم ظریفی اور احسان ناسپاس کا کیا کہیں۔

حدیث تجدید امت پر ایک نظر | اب جبکہ حضرت مجدد صاحب کی پوری زندگی کے حقیقی جوہر اور منقبت اصلی سامنے آگئے ضرورت ہے کہ مختصراً حدیث بعثت مجددین پر فنی اعتبار سے ایک نظر ڈال لی جائے۔ حدیث بالا ابوداؤد اور طبرانی میں ہے۔ محدث نبیل ملا علی القاری حنفی

شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ابوداؤد اور طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اسکی سند صحیح ہے اور اس کے جملہ راوی ثقہ ہیں ایسے ہی امام حاکم نے اسکی تصحیح کی[1] نیز کنز العمال سے پتہ چلتا ہے کہ اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے اس کے علاوہ ابونعیم نے حلیۃ اولیاء میں امام بزاز اور حسن نے اپنے اپنے مسانید میں اور ابن عدی نے کامل میں روایت کیا[2] ہے۔ دیگر ائمہ حدیث نے بھی تصحیح کی ہے[3]۔

نیز اس موقعہ پر یہ بات ذہن میں رہے کہ ایک صدی میں ایک ہی مجدد کا انحصار غلط ہے بلکہ ایک صدی میں کئی مجدد ہو سکتے ہیں اور مختلف علوم و فنون کے اعتبار سے علیحدہ علیحدہ ہونا بھی کوئی بعید نہیں۔ اس مسئلہ کی زیادہ تفصیل امام الہند فیلسوف الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی کتابوں میں ملے گی۔ نیز مولانا عبدالحی لکھنوی نے مجموعہ الفتاوی[4] میں مرقاۃ الصعود سے اور ملا علی القاری نے[5] مرقاۃ میں وضاحت کے ساتھ اس مسئلہ کو بیان کیا ہے۔ بخوف طوالت صرف ایک حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں۔ مشہور محدث اور فقیہ اور دسویں صدی کے ایک مجدد ملا علی القاری الحنفی فرماتے ہیں۔ کہ:

"میرے نزدیک تجدید کرنے والے سے صرف ایک شخص مراد نہیں بلکہ ایک جماعت مراد ہے جو تجدید کرے گی اور یہ جماعت مختلف بلاد اور مختلف فنون و علوم شرعیہ میں ہو گی جو جس کیلئے زیادہ آسان ہے۔ اس میں مفتی مناظر مدرس مؤلف مصنف وغیرہ سب شامل ہیں بشرطیکہ انقراض صدی، حمایت دین، احیاء سنت، امحاء بدعت اور احقاق حق کی شرائط پوری ہوں[6]"

ہم نے مختصراً اس مسئلہ کی وضاحت کر دی، تفصیلات کے طالب کتب متداولہ کی طرف رجوع فرمائیں۔

ان ابتدائی مقدمات کے بعد ہم رئیس المجددین حامی السنۃ قامع البدعۃ قطب وقت جامع الشریعۃ والطریقۃ وارث کمالات نبوت ابوالبرکات بدرالدین سیدنا حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی معروف بہ امام ربانی مجدد الف ثانی نور اللہ مرقدہ و قدس اللہ روحہ و برد اللہ مضجعہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اس بطل حریت حامل لواء شریعت کی مبارک و مسعود زندگی کا خاکہ پیش کرتے ہیں۔

ع زبان پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا

---

[1] مرقات ص ۲۴۴/ج ۱ [2] ص ۲۴۸/ج ۹ [3] مجموعۃ الفتاوی ص ۱۵۱/ج ۲ [4] مرقات الصعود السیوطی۔
[5] ص ۲۵۴/ج ۱ [6] تلخیص مرقات ص ۲۴۸/ج ۲

نام و نسب آپ کا اسم گرامی شیخ احمد سرہندی، والد محترم کا نام شیخ عبدالاحد ہے۔ اٹھائیس واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت امیر المومنین سیدنا عمر فاروق اعظمؓ سے مل جاتا ہے۔ اور اس نسبت فاروقی پر خود حضرت کو بھی ناز تھا۔ چنانچہ ملا حسن کشمیری کے اس سوال کے جواب میں کہ فلاں صاحب اللہ میاں کو عالم الغیب کہنے سے منع فرماتے ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ جواباً ارشاد فرماتے ہیں:

"نوشتہ بودند کہ شیخ عبدالکریم بن گفتہ است کہ حق سبحانہ و تعالیٰ عالم الغیب نیست مخدوما فقیر را تاب استماع ایں سخناں نیست بے اختیار رگ فاروقیم درحرکت مے آید و فرصت تاویل و توجیہ نمے دہد" ؎[1]

ایسے ہی ایک دوسرے مقام پر یہ خبر سن کر کہ قصبہ سامانہ ضلع لدھیانہ کے خطیب نے خطبۂ جمعہ میں قصداً اسماء خلفاء راشدین کو ترک کر دیا ہے فرماتے ہیں:

"ایں استماع ایں خبر وحشت انگیز در شورش آورد رگ فاروقیم را حرکت داد بچند کلمہ اقدام نمود" ؎[2]

آپ کے آباء کرام میں علماء و فقرا اور واصلین باللہ کثرت سے تھے۔ بالخصوص آپ کے والد محترم ایک متبحر عالم بے نظیر مدرس اور صاحب نسبت بزرگ تھے۔ شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ سے سلسلۂ چشتیہ میں بیعت تھے۔ اور مجاز بھی ایسے ہی سلسلۂ قادریہ میں صاحب اجازت تھے۔ رحمہم اللہ۔

سلسلۂ نسب کیطرح آپکا سلسلۂ بیعت بھی عجیب و غریب اور یکتائے زمانہ ہے۔ بائیس واسطوں سے آپ خلیفۃ الرسول امیر المومنین سیدنا صدیق اکبرؓ سے سلسلۂ نقشبندیہ میں مل جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے سلاسل میں بھی صاحب اجازت تھے۔ لیکن اس سلسلہ سے والہانہ عقیدت تھی اور اس کے آپ مجدد بھی ہیں۔ اس نسبت عالیہ پر بڑا ناز تھا۔ ارشاد ہے ؎

الٰہی بہ ایں جملہ خاصان خویش دلم را ز دست خودی کن رہا

وطن ولادت اور بشارت آپ کے آباء کا وطن مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً کے بعد کابل تھا۔ آپ کے ساتویں جد بزرگوار شیخ رفیع الدین صاحب خادم خصوصی مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاریؒ سب سے پہلے اطراف سرہند میں سنام نامی مقام میں تشریف لائے اس

؎[1] مکتوب ۱۰۰ دفتر اوّل حصہ اوّل۔ ؎[2] مکتوب ۱۵ دفتر دوئم حصہ ششم

زمانہ کے بادشاہ فیروز شاہ تغلق کو امام رفیع الدین سے گہری محبت تھی۔ سیّد بخاری کی خواہش پر سلطان نے شہر سرہند بسایا اور تعمیرِ قلعہ کے وقت امام رفیع الدین نے حسب حکم شیخ سنگ بنیاد رکھا۔ اور پھر شیخ کے حکم ہی کے پیش نظر سنام چھوڑ کر سرہند تشریف لائے۔ حسب تصریحات امام ربانی سرہند ایک عظیم شہر تھا۔ جبکہ اسوقت ایک قصبہ ہے، سرہند کہ اعظم بلاد اسلام است۔ الخ مکتوب نمبر ۱۹۵ حصہ سوم دفتر اوّل۔ اور مکتوب نمبر ۲۱ حصہ ششم دفتر دوم میں ہے، بلدۂ سرہند گویا زمین احیاء من است الخ آگے بہت تعریف فرمائی۔ الغرض اس مبارک و مسعود جگہ میں ۱۴ شوال ۹۷۱ھ بروز جمعہ نصف شب کے قریب ولادت ہوئی۔ اللہ اللہ شب جمعہ اور بدر کامل اپنی نورانی شعاعوں سے تمام جہان ارضی کو اپنی خنک اور نیز روشنی سے بقعہ نور بنائے ہوئے ہیں۔ اس عالم میں شیخ عبدالاحد کے گھر شریعت و طریقت کے مہر تاباں کا طلوع ہوتا ہے۔ کتنی نیک فال ہے؟ والد مرحوم خواب دیکھ چکے ہیں کہ تمام جہاں میں ظلمت و تاریکی پھیلی ہوئی ہے۔ سور بندر اور ریچھ لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ اچانک میرے سینہ سے نور نکلا جس میں ایک تخت ظاہر ہوا۔ اس تخت پر ایک صاحب تکیہ لگائے رونق افروز ہیں ان کے سامنے ملاحدہ و زنادقہ کو بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کیا جا رہا ہے اور کوئی شخص بآواز بلند کہہ رہا ہے۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقاً۔ علی الصباح اس خواب کا تذکرہ حضرت شاہ کمال کیتھلی سے کیا جن کے متعلق امام ربانی کا ارشاد ہے۔ کہ سلسلۂ قادریہ میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بعد ان کی نظیر کم نظر آتی ہے۔ انہوں نے فرمایا تمہارے یہاں ایک لڑکا ہو گا جس سے الحاد و بدعت کی ظلمت ختم ہو گی۔ اللہ اللہ کیسی سچّی خواب اور کیسی صحیح بشارت تھی اور کیوں نہ ہو ارشاد نبوی ہے: مابقیت من النبوۃ الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرؤیا الصادقۃ۔ (الحدیث)

(باقی آئندہ)

شاندار کیپ شول
زندگی
جسم میں بھرپور خون ہو تو ہر بیماری ختم ہو جاتی ہے۔ زندگی سونا، چاندی، فولاد، مرجان، عقیق اور یاقوت ایسی شاندار دوائیوں سے تیار کی جاتی ہے۔ بے ضرر، ہاضم اعلیٰ، مولد بکثرت خون۔ اس کے استعمال سے اعصاب مضبوط دل، دماغ، معدہ اور جگر صحت مند، بینائی تیز، بڑھاپے کی آمد اور ہر کمزوری کا مکمل سدباب۔ ۲۱ روز کیلئے دس روپے۔
ھارون برادرس ماڈل ٹاؤن بی۔ لائل پور

معالج خصوصی
برائے
مرگی، ناسور، کنٹھ مالا
بواسیر خونی، بلیڈ شوگر اور
بھراین۔ تجربہ ۵۰ سال۔
حکیم دوست محمد بلال سند یافتہ
معرفت
ہارون برادرس ماڈل ٹاؤن بی لائلپور